اسلامیات

(رہنمائے اساتذہ)

چوتھی جماعت کے لیے

صوفیہ یزدانی

OXFORD
UNIVERSITY PRESS

اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس

OXFORD
UNIVERSITY PRESS

گریٹ کلیرنڈن اسٹریٹ، اوکسفرڈ OX2 6DP

اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس یونیورسٹی آف اوکسفرڈ کا ایک شعبہ ہے
جو دنیا بھر میں درج ذیل مقامات سے بذریعہ اشاعت کتب تحقیق ،علم وفضیلت اور تعلیم میں اعلیٰ معیار کے
مقاصد کے فروغ میں یونیورسٹی کی معاونت کرتا ہے۔

اوکسفرڈ نیویورک
استنبول اوکلینڈ بینگ کوک بیونس آئرس
ٹورونٹو ٹوکیو ٹیپی چنائے دارالسلام دہلی ساؤ پالو
شنگھائی کراچی کوالالمپور کولکتہ کیپ ٹاؤن ممبئی میڈرڈ
میکسیکوسٹی میلبرن نیروبی ہونگ کونگ

Oxford برطانیہ اور چند دیگر ممالک میں اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کا رجسٹرڈ ٹریڈ مارک ہے

© اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس ۲۰۰۳ء

مصنف کے اخلاقی حقوق پر زور دیا گیا ہے

پہلی اشاعت ۲۰۰۳ء

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کے کسی حصّے کی نقل ، ترجمہ کسی قسم کی ذخیرہ کاری جہاں سے اسے دوبارہ حاصل کیا جاسکتا ہو یا کسی بھی شکل میں اور کسی بھی ذریعے سے ترسیل نہیں کی جاسکتی ۔ دوبارہ اشاعت کے واسطے معلومات حاصل کرنے کے لئے اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس کے شعبہ حقوق اشاعت سے مندرجہ ذیل پتے پر رجوع کریں۔

یہ کتاب اس شرط کے تحت فروخت کی گئی ہے کہ اس کو بغیر ناشر کی پیشگی اجازت کے بطور تجارت یا بصورت دیگر مستعار دوبارہ فروخت یا عوضاً یا کسی اور طرح تقسیم اس کی اصل شکل کے علاوہ جس میں وہ شائع کی گئی ہے کسی دوسری وضع یا جلد وغیرہ میں اور مماثل شرائط کے بغیر شائع نہیں کیا جائے گا اور بعد کا خریدار بھی ان شرائط کا پابند رہے گا۔

ISBN 0 19 579823 6

پاکستان میں ــــــــ ، کراچی میں طبع ہوئی۔
امینہ سیّد نے اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس
۵- بنگلور ٹاؤن، شارع فیصل،
پی-اوبکس ۱۳۰۳۱، کراچی-۷۵۳۵۰، پاکستان
سے شائع کی۔

تعارف

درس و تدریس ہر استاد کا پیشہ ورانہ اور بنیادی فریضہ ہے۔ یہ فرض ادا کرنے والا ہر استاد اپنے طلبا کے سامنے ایک ''آئیڈیل'' شخصیت کی حیثیت رکھتا ہے۔ بچّے اپنے استاد کو جو کچھ بولتے اور کرتے دیکھتے ہیں وہی عمل اپنی زندگی میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے ایک استاد کا اوّلین فرض یہ ہے کہ وہ بچّوں کے سامنے اپنی گفتار اور کردار کا صحیح نمونہ پیش کرے۔ اسلامیات کا اہم اور لازمی مضمون پڑھانے والے استاد کی ذمہ داریاں اس سلسلے میں کئی گنا زیادہ ہیں۔ الحمدللہ ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک مسلمان گھرانے میں پیدا کرکے ہمیں مسلمان بنایا ہے لیکن مومن بننے کے لیے محض زبانی جمع خرچ کافی نہیں بلکہ اس کے لیے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔

اسلام ایک مکمل دین، ضابطۂ حیات اور جامع قوانین کا نام ہے۔ اسلام کے معنی عربی زبان میں اِطاعت اور فرماں برداری کے ہیں۔ دینِ اسلام کا نام ''اسلام'' اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ اللہ کی اِطاعت اور فرماں برداری ہے۔ اس جہاں میں ہر طرف اللہ کی حکومت ہے۔ کائنات کا یہ عظیم الشان کارخانہ ایک مکمل نظام اور اٹل قانون کے تحت چل رہا ہے جو خود اس بات کا گواہ ہے کہ اس کا بنانے اور چلانے والا ایک زبردست فرماں روا ہے، جس کی حکومت سے کوئی چیز سرتابی نہیں کرسکتی۔ کائنات کی طرح خود انسان کی فطرت بھی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ جو شخص علم اور عقل سے صحیح کام لے کر اللہ کو جانتا اور مانتا ہے ، اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہے ، وہی دراصل مسلمان کہلاسکتا ہے۔

اسلام صرف چند عقائد کا نام نہیں، بلکہ ایک عملی نظامِ حیات ہے۔ صبح آنکھ کھلنے کے ساتھ ہی ایک مسلمان اپنی عملی زندگی کا آغاز کرتا ہے۔ دن بھر کی مختلف مصروفیات میں اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کام کرنا عبادت کہلاتا ہے۔ اچھّی بات سوچنا بھی عبادت میں شامل ہے۔ روزمرہ زندگی میں ہونے والے چھوٹے چھوٹے نیک کاموں کو بھی نوٹ کرتے جانا چاہیے ، تاکہ بچّوں کو عملی مثالوں کے ذریعے اسلام کا بنیادی تصور سمجھایا جاسکے۔ اسلامیات کا اہم مضمون پڑھانے والے استاد کو چاہیے کہ وہ عربی زبان پر اچھّی طرح عبور رکھتا ہو، تاکہ وہ قرآنی سورتیں مکمل درستی

کے ساتھ پڑھا سکے۔ قرآنی سورتیں پڑھاتے یا حفظ کراتے وقت تلفّظ اور اِعراب کا خاص خیال رکھا جائے، کیونکہ اِعراب کی غلطی سے کئی بار عربی الفاظ کے معنی بالکل بدل جاتے ہیں۔ استاد کو چاہیے کہ جماعت میں پڑھانے سے پہلے ایک بار پورا سبق خود اچّھی طرح پڑھے، تاکہ ہجّے یا املا کی غلطی نہ ہوسکے۔ ایسی غلطی کی وجہ سے بچّوں پر استاد کا خراب تاثر پڑتا ہے۔

بچّوں کو نظم و ضبط کا پابند کرنا ضروری ہے۔ نظم و ضبط کے بغیر طلبا سبق میں دلچسپی نہیں لے سکتے۔ تدریس کے دوران ہمیشہ طلبا کی حوصلہ افزائی کریں۔ اگر کسی طالب علم میں کمزوری محسوس کریں تو الگ بلا کر اس کی کمزوری دور کرنے کی کوشش کریں۔ سب کے سامنے ڈانٹنے یا سزا دینے سے بچّوں میں احساسِ کمتری پیدا ہوتا ہے، البتہ جہاں ضرورت ہو وہاں طلبا کو سرزنش اور تنبیہہ ضرور کی جائے تاکہ وہ جماعت میں نظم و ضبط کی پابندی کرتے ہوئے تعلیم پر بھرپور توجہ دے سکیں۔ بچّے سے شفقت کا رویہ اختیار کرکے اور اس کی عزت کرکے اسے اپنی اور دوسروں کی عزت و احترام کرنا سکھایئے۔

تدریس جس مہارت کا تقاضا کرتی ہے۔ اس کے لیے علمی مہارت بھی ضروری ہے اور فنِ ابلاغ پر دسترس بھی لازمی ہے۔ علمی مہارت کے لیے ریاضت ساری عمر جاری رہتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں ہر سبق سے قبل متعلقہ موضوع پر ضرورت کے تحت مختصر مطالعاتی مواد شامل کیا گیا ہے۔ موضوع کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے اساتذہ متعلقہ کتب کا مطالعہ کریں۔ مطالعہ اساتذہ کی علمی اصلاح و ترقی میں معاون ثابت ہوگا۔ فنی اعتبار سے استاد کی رہنمائی کے لیے ہر سبق کی مناسبت سے طریقہ ہائے تدریس اور سمعی و بصری معاونات کی نشان دہی کردی گئی ہے۔

چوتھی جماعت کے بچّوں کے لیے بیانیہ طریقۂ تدریس اختیار کریں اور سبق کے بارے میں ان سے چھوٹے چھوٹے سوالات پوچھیں تاکہ سبق اچّھی طرح ذہن نشین ہوجائے۔ عمومی طریقہ ہائے تدریس اور سمعی و بصری معاونات کے استعمال کے متعلق کوئی مستند کتاب سامنے رکھیں اور وقتاً فوقتاً اسے پڑھتے رہیں اور اپنے تجربے اور بصیرت سے کام لیتے ہوئے مختلف اسباق میں مختلف طریقوں کے اطلاق کی کوشش کریں۔

فہرست

باب اوّل : قرآن مجید

○ ناظرہ قرآن ۱

○ حفظِ قرآن ۳

○ حِفظ و ترجمہ ۳

باب دوم : ایمانیات وعبادات

○ ایمان ۸

○ اللہ تعالیٰ پر ایمان ۹

○ فرشتوں پر ایمان ۹

○ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان ۱۰

○ رسولوں پر ایمان ۱۰

○ یومِ آخرت پر ایمان ۱۱

○ ارکانِ اسلام ۱۱

○ اللہ تعالیٰ کے حقوق ۱۳

○ بندوں کے حقوق ۱۵

باب سوم : سیرتِ طیّبہ ﷺ

○ نزولِ وحی ۱۶

○ اسلام کی دعوت ۱۷

○ قریش کی مخالفت اور آپ ﷺ کی ثابت قدمی ۱۸

○ ہجرتِ حبشہ ۲۰

○ شِعبِ ابی طالب اور عامُ الحُزن ۲۱

○ طائف کا سفر ۲۱

O معراج النبی ﷺ ۲۳
O ہجرتِ مدینہ ۲۴

باب چہارم : اخلاق و آداب

O ایمان داری ۲۵
O خدمتِ خلق ۲۵
O سادگی ۲۶
O وقت کی پابندی ۲۷
O اپنی مدد آپ ۲۸
O تواضع ۲۹
O آدابِ مجلس ۳۰
O وطن اور اہلِ وطن سے محبت ۳۱

باب پنجم : مشاہیرِ اسلام

O حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۳۲
O حضرت موسیٰ علیہ السلام ۳۴

باب اوّل: قرآنِ مجید

ناظرہ قرآن

نصاب کے مطابق ناظرہ قرآن کی تدریس کے لیے تین پاروں (پارہ ایک تا تین) کا ناظرہ شامل ہے۔ ناظرہ قرآن کی ابتدا سے پہلے قرآن پاک پڑھنے کے آداب ، تلاوت کی اہمیت وفضیلت سے طلبا کو آگاہ کیا جائے۔ ناظرہ قرآن پڑھانے والے استاد کو علمِ تجوید پر دسترس ہونی چاہیے۔ استاد روزانہ چند آیات طلبا کو پڑھائے اس کے بعد طلبا سے پڑھوائے۔ استاد کو چاہیے کہ ناظرہ کا حصّہ کسی اچّھے قاری کی آواز میں بذریعہ کیسٹ طلبا کو سنوائے۔

طریقۂ تدریس کی ابتدائی باتیں

۱۔ استاد کا بچّوں کو سلام کرنا۔

۲۔ تختۂ سیاہ پر سبق کے موضوع کا ضروری اندراج۔

۳۔ سابقہ سبق کے بارے میں چند سوالات کرنا۔

ناظرہ قرآن کی تدریس

ناظرہ قرآن کی تدریس میں استاد کو درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے :

۱۔ استاد کو علمِ تجوید پر دسترس ہونی چاہیے۔

۲۔ حروفِ تہجّی کی تختی شروع کرائی جائے تاکہ حروف کی پہچان آجائے۔

۳۔ اس حرف یا سبق کو تمام بچّوں سے بلند آواز سے کہلوایا جائے۔

۴۔ تختۂ سیاہ کا استعمال ضرور کیا جائے۔

۵۔ ہر بچّے سے فرداً فرداً سبق سنا جائے۔

۶۔ حروف کی ادائیگی اور تلفّظ پر خاص توجہ دی جائے۔

۷۔ ہر حرف کی آواز ، ادائیگی کے ساتھ بھی سمجھائیں۔

۸۔ ملتے جلتے الفاظ کا فرق واضح کریں۔

۹۔ ہر بچّہ بلند آواز کے ساتھ حروف کے فرق کو واضح کرے۔

۱۰۔ ہر بچّہ کم از کم دو تین بار اپنا سبق دہرائے۔

۱۱۔ با آواز بلند پڑھنے اور بار بار کہلوانے سے اکثر بچّوں کو سبق اسی وقت یاد ہو جاتا ہے۔

تختۂ سیاہ کے فوائد

۱۔ تختۂ سیاہ کے استعمال سے کم وقت میں زیادہ طلبا کو پڑھایا جاسکتا ہے۔

۲۔ پورے گروپ کو بیک وقت تختۂ سیاہ کی مدد سے پڑھایا جاسکتا ہے۔

۳۔ تختۂ سیاہ کی مدد سے استاد کو محنت بھی کم کرنی پڑتی ہے اور کم وقت میں زیادہ کام بھی ہو جاتا ہے۔

۴۔ سب سے اچّھی بات یہ ہے کہ تختۂ سیاہ پر سمجھائی ہوئی بات زیادہ ذہن نشین اور مفید ثابت ہوتی ہے۔

طلبا کے گروپ

۱۔ ایک جماعت میں ۴ تا ۵ طلبا کے الگ الگ گروپ بنائے جاسکتے ہیں۔ یہ گروپ طلبا کی تعداد کے مطابق دو، تین یا زیادہ بنائے جاسکتے ہیں۔

۲۔ ابتدا میں تمام طلبا کا ایک ہی گروپ بنایا جائے۔

۳۔ ایک ماہ کے آخر میں یا ۱۵ دن گزرنے کے بعد طلبا کا تجزیہ کیا جانا چاہیے۔ جو طلبا کمزور ہوں ان کا دوسرا گروپ بنایا جائے۔ اسی طرح مزید گروپ بنائیں۔

۴۔ بچّوں کو انفرادی طور پر پڑھانے اور الگ الگ محنت کرنے کے بجائے بچّوں کے گروپ بنائے جاسکتے ہیں۔

گھر کا کام

اساتذہ جماعت میں ناظرہ قرآن پڑھانے کے بعد بچّوں سے کہیں کہ وہ گھر سے اسے دہرا کر آئیں۔ نیز بچّوں سے کہیں کہ وہ اگلی بار پڑھائے جانے والی سورۃ بھی پڑھ کر آئیں۔

حفظِ قرآن

درسی کتاب میں موجود سورۃ الکوثر، سورۃ العصر، سورۃ الماعون اور سورۃ الکافرون بچّوں کو صحیح تلفّظ اور قرأت کے ساتھ یاد کرائی جائیں۔ یہ سورتیں استاد کو خود بھی یاد ہونی چاہئیں۔

نصاب کے مطابق اسلامیات کی کتاب برائے جماعت چہارم میں دیے گئے حفظِ قرآن کا جو حصّہ جماعت میں پڑھایا جائے، طلبا سے کہا جائے کہ وہ حصّہ گھر سے حفظ کر کے آئیں اور دوسرے دن اساتذہ کمرۂ جماعت میں وہ حصّہ سنیں۔

حفظ و ترجمہ

رکوع و سجود کی تسبیحات، تسمیع و تحمید

مسلمان دن میں کم از کم پانچ بار زبان اور عمل سے نماز میں ان چیزوں کا اعادہ کرتا ہے۔ نماز دن میں پانچ بار اسلام کی بنیاد کو مضبوط کرتی ہے۔ نماز ان تمام عقیدوں کو تازہ کرتی ہے، جن پر نفس کی پاکیزگی، روح کی ترقی، اخلاق کی درستی اور عمل کی اصلاح موقوف ہے۔

رکوع و سجود کی تسبیحات اور تسمیع، تحمید یاد کرائی جائیں اور ان کا سلیس ترجمہ بچّوں کو پڑھایا جائے۔

رکوع کی تسبیح

گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھکنے کو رکوع کہا جاتا ہے۔ رکوع میں پورے اطمینان کے ساتھ یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

سُبۡحَانَ رَبِّيَ الۡعَظِيۡمِ

ترجمہ: میں پاکی بیان کرتا ہوں اپنے پروردگار بزرگ کی۔

قومہ

رکوع کے بعد سیدھا کھڑے ہونے کو قومہ کہا جاتا ہے۔

تسمیع

قومے کے دوران پہلے تسمیع کا عمل ہے۔ تسمیع میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ط

ترجمہ: اللہ نے اس کو سن لیا، جس نے اس کی تعریف کی۔

تحمید

قومے کے دوران تسمیع کے بعد تحمید کا عمل ہے اور تحمید میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ط

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں۔

سجدے کی تسبیح

سجدے میں زمین پر ماتھا رکھ کر یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

ترجمہ: میں پاکی بیان کرتا ہوں اپنے پروردگار برتر کی۔

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

ترجمہ: اے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

اساتذہ بچّوں کی تعمیرِ سیرت کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ جماعت میں آ کر سلام و دعا کے بعد پڑھائی کے سلسلے کا آغاز ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ کہہ کر کریں اور بچّوں کو سبق پڑھانے سے پہلے رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ضرور پڑھوائیں اور انھیں یہ دعا یاد بھی کروائیں۔

امتحانات کے دوران اگر بچّے سوال کا جواب بھول جائیں تو وہ ساتھ بیٹھے ہوئے بچّوں سے پوچھنے کے بجائے ”رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا“ پڑھیں تو انھیں بھولا ہوا جواب ضرور یاد آ جائے گا۔

حفظ اور ترجمہ کی تدریس

۱۔ اساتذہ کو چاہیے کہ طلبا کو پڑھانے سے پہلے حفظ و ترجمے کا حصّہ خود اچّھی طرح یاد کریں۔

۲۔ طلبا و طالبات کے تلفّظ و مخارج پر توجہ دیں۔

۳۔ اسباق باقاعدگی سے سنیں۔

۴۔ طلبا کے گروپ بنائیں تاکہ وہ سبق دہرا سکیں۔

۵۔ بچّوں کو روزانہ حفظِ و ترجمہ کی مشق کروائی جائے۔

۶۔ حفظ و ترجمہ کی غلطیوں کو نوٹ کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ یہ غلطیاں دوبارہ نہ ہوں۔

۷۔ بچّوں کو لفظی ترجمے کے ساتھ ساتھ بامحاورہ ترجمہ بھی بتایا جائے۔

۸۔ بچّوں کے گروپ بنا کر ان سے کہا جائے کہ وہ ایک دوسرے سے حفظ و ترجمہ کا مواد سنیں اور استاد خود غلطیوں کی اصلاح کرے۔

گھر کا کام

نصاب کے مطابق اسلامیات کی کتاب برائے جماعت چہارم میں دیے گئے حفظِ و ترجمہ کا جو حصّہ جماعت میں پڑھایا جائے، طلبا سے کہا جائے کہ وہ حصّہ گھر سے حفظ کر کے آئیں اور دوسرے دن اساتذہ کمرۂ جماعت میں وہ حصّہ سنیں۔

سورۃ اخلاص

اخلاص صرف اس سورۃ کا نام ہی نہیں بلکہ اس کے مضمون کا عنوان بھی ہے کیونکہ اس میں خالص توحید بیان کی گئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ جب توحید کی دعوت لے کر اٹھے تو اس وقت بُت پرست اور مشرکین لکڑی، پتھر، سونے، چاندی وغیرہ کے بنے ہوئے مختلف خداؤں کو پوج رہے تھے۔ آپ ﷺ نے تمام جھوٹے معبودوں کو چھوڑ کر صرف حقیقی معبود اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دعوت دی۔ جس کا ذکر سورۃ اخلاص میں موجود ہے۔ آپ ﷺ نے مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو یہ سورۃ پڑھنے اور اسے عوام الناس میں پھیلانے کی تاکید کی کیونکہ یہ اسلام کے اوّلین اور بنیادی

عقیدے (توحید) کو چار ایسے مختصر فقروں میں بیان کردیتی ہے جو فوراً ذہن نشین ہوجاتے ہیں اور آسانی سے زبان پر چڑھ جاتے ہیں۔ احادیث میں کثرت سے یہ روایات بیان ہوئی ہیں کہ آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے لوگوں کو بتایا کہ یہ سورۃ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

سورۃ اخلاص کا ترجمہ وتفسیر

ترجمہ: کہہ دو کہ وہ ذات پاک، جس کا نام اللہ (ہے)، ایک ہے۔ (آیت : ۱)

اس حکم کے اوّلین مخاطب تو آنحضور ﷺ ہیں کیونکہ آپ ﷺ سے ہی یہ سوال کیا گیا تھا کہ آپ ﷺ کا رب کون اور کیسا ہے؟ اور آپ ﷺ ہی کو حکم دیا گیا کہ اس سوال کے جواب میں یہ کہیں۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد ہر مومن اس کا مخاطب ہے۔ اسے بھی وہی بات کہنی چاہیے جسے کہنے کا حکم آپ ﷺ کو دیا گیا تھا۔ اللہ یکتا ہے۔ وہ ساری کائنات کا خالق، مالک اور منتظم ہے۔ نزولِ قرآن کے بعد اَحد کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے استعمال ہوا ہے۔ وہ ایک ہے، کوئی اس کا ثانی نہیں۔ اس کی وحدانیت ہر لحاظ سے کامل ہے۔

ترجمہ: (وہ) معبود برحق جو بے نیاز ہے۔(آیت : ۲)

اصلی اور حقیقی صمد (بے نیاز) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مخلوق صمد نہیں کیونکہ وہ فانی ہے، لازوال نہیں ہے۔ قابلِ تجزیہ وتقسیم ہے، مرکب ہے، کسی وقت بھی اس کے اجزا بکھر سکتے ہیں۔ بعض مخلوقات انسان کی محتاج ہیں تو بعض کا انسان خود محتاج ہے۔ کسی کے مقابلے میں وہ برتر ہے تو اس کے مقابلے میں کوئی اور برتر ہے۔ بعض مخلوقات کی بعض حاجات کو وہ پورا کرسکتا ہے مگر سب کی تمام حاجات کو پورا کرنا اس کے بس میں نہیں ہے۔ دنیا کی ہر چیز اپنی بقا کے لیے شعوری اور غیر شعوری طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتی ہے اور سب کی حاجات پوری کرنے والا وہی ہے۔ وہ لافانی اور لازوال ہے۔ رازق ہے، وہ سب سے برتر ہے۔ وہی ایک معبود ہے، وہ بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔

ترجمہ: نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا (آیت: ۳)

مشرکین، فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ وہ آپ ﷺ سے پوچھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا نسب کیا ہے اور اس کے بعد اس کا وارث کون ہوگا؟ یہ اور ایسے ہی دوسرے مفروضات کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہاں دیا ہے۔ قرآن پاک میں دیگر مقامات پر بھی اس مضمون کو مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ النّسآء (۱۷۱)، سورۃ الصّٰٓفّٰت (۱۵۱، ۱۵۲، ۵۸)، سورۃ الزخرف (۱۵) سورۃ الانعام (۱۰۱-۱۰۰)، سورۃ الانبیا (۲۶)، سورۃ یونس (۲۸)، سورۃ بنی اسرآئیل (۱۱۱) اور سورۃ المومنون (۹۱)۔ اساتذۂ کرام یہ سورتیں اور آیات قرآن پاک میں خود دیکھیں۔

ترجمہ: اور کوئی اس کا ہمسر نہیں (آیت: ۴)

یعنی ساری کائنات میں اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی تھا، کوئی ہوسکتا ہے اور نہ کبھی کوئی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ہم مرتبہ، اس کی صفات، افعال اور اختیارات کسی دوسرے کے پاس ہیں اور نہ ہی کوئی اس سے مشابہت رکھتا ہے۔

گھر کا کام

حِفظ و ترجمہ میں سورۃ اخلاص کا مواد بچّوں کو گھر سے زبانی یاد کرکے آنے کے لیے کہا جائے اور بچّوں سے کہا جائے کہ وہ پچھلے حِفظ و ترجمے کو بھی دہرائیں۔ اساتذہ جماعت میں باقاعدگی سے بچّوں سے یہ سبق سنتے رہیں۔

باب دوم:　　ایمانیات و عبادات

ایمان

ایمان صرف زبانی اقرار کا نام نہیں، بلکہ ایمان کے لیے دل سے تصدیق اور پھر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ ایمان اگر صرف زبانی اقرار تک محدود ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی تابع داری بھی بس زبانی کلامی ہی ہوگی۔ لیکن اگر ایمان گہرا اور پختہ ہوگا تو مسلمان کا عمل بھی بدل جائے گا۔ مضبوط ایمان کی بنیاد پر ہی اسلام کی پختہ عمارت تعمیر ہوسکتی ہے۔ ایمان کی مثال ایک درخت کی جڑ کی سی ہے اگر جڑ مضبوط ہوگی تو درخت تیز ہواؤں اور طوفان میں بھی قائم رہے گا، لیکن ہلکی اور نرم جڑ والا درخت ہوا کے ہلکے سے جھونکے سے ہی اُکھڑ جاتا ہے۔ اسی لیے اساتذۂ کرام کو چاہیے کہ ایمان کا سبق پڑھاتے وقت ایسے طریقے اختیار کریں جس سے بچّوں کے دلوں میں ایمان کی بنیادیں مضبوط ہوسکیں۔ مضبوط ایمان کے نتیجے میں ہی انسان صحیح معنوں میں مسلم یعنی اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرماں بردار بن جاتا ہے۔ ایمان اور اسلام کے لحاظ سے تمام انسانوں کے چار درجے ہیں۔

۱۔ جو ایمان رکھتے ہیں اور ان کا ایمان انھیں اللہ تعالیٰ کے احکام کا پورا مطیع بنا دیتا ہے۔

۲۔ جو ایمان تو رکھتے ہیں مگر ان کا ایمان اتنا طاقت ور نہیں ہے کہ انھیں پوری طرح اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار بنا دے۔

۳۔ وہ جو ایمان نہیں رکھتے مگر بظاہر ایسے عمل کرتے ہیں جو خدائی قانون کے مطابق نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگ چونکہ ایمان نہیں رکھتے اس لیے باغی سمجھے جاتے ہیں۔ البتہ ان کے ظاہری نیک کاموں کا صلہ انھیں دنیا ہی میں مل جاتا ہے۔

۴۔ وہ جو ایمان بھی نہیں رکھتے اور عمل کے لحاظ سے بھی بدکار ہیں۔ یہ سب سے بدتر درجے کے لوگ ہیں کیونکہ یہ باغی بھی ہیں اور مفسد بھی۔

اسلامیات کی کتاب برائے جماعت چہارم کے سبق ''ایمان'' کی تفصیل کے مطابق اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان اور آخرت پر ایمان، ایمان کے وہ پانچ بنیادی اجزا ہیں جن پر ایک مسلمان کے ایمان کا دارومدار ہے۔

۱۔ اللّٰہ تعالیٰ پر ایمان

کتاب کے سبق کے مطابق طلبا کے ذہن اور دل میں یہ بات اچھی طرح بٹھا دی جائے کہ اللّٰہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور وہ اپنے بندے کو ہر جگہ دیکھ رہا ہے۔

مثال (۱)

بچّہ اگر کسی دوسرے بچّے کے بستے یا ڈیسک میں سے کوئی چیز نکالنے لگے تو اس کو بتایا جائے کہ اگر اسے استاد یا کوئی دوسرا بچّہ چوری کرتا ہوا نہیں دیکھ رہا لیکن اللّٰہ تعالیٰ تو دیکھ رہے ہیں۔

مثال (۲)

بچّے کو بتایا جائے کہ وہ اگر ماں باپ کے سامنے کوئی بات چھپانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے اور اگر ماں باپ کو اس جھوٹ کا پتہ نہیں چلا لیکن اللّٰہ تعالیٰ کو تو پتہ ہے کہ بچّہ جھوٹ بول رہا ہے اور جھوٹ بولنا اللّٰہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اس طرح اللّٰہ تعالیٰ کی موجودگی کا احساس بچّوں میں سچ بولنے کی عادت پیدا کرے گا۔

۲۔ فرشتوں پر ایمان

چار بڑے فرشتوں کے نام اور کام

بچّوں کو فرشتوں کے نام اور ان کے کام زبانی یاد کرائے جائیں۔ بچّوں کے گروپ بنا کر ان سے کہا جائے کہ وہ ایک دوسرے سے چار مشہور فرشتوں کے نام اور کاموں کے بارے میں پوچھیں۔ استاد تختۂ سیاہ پر فرشتوں کے نام لکھیں اور آگے خالی جگہ چھوڑ کر بچّوں سے کہے کہ وہ خالی جگہ میں اس فرشتے کا کام لکھیں۔ یہ کام کاپی میں کیا جائے۔ استاد بچّوں کو بتائے کہ دو فرشتے کراماً کاتبین ہر وقت اور ہر جگہ انسان کے ساتھ موجود ہوتے ہیں اور جو کام انسان کرتا ہے وہ ایک ایسے رجسٹر میں نوٹ کرتے جاتے ہیں جو انسان کو نظر نہیں آتا اور قیامت کے دن جب حضرت اسرافیل علیہ السلام دوسرا صور پھونکیں گے اور سارے لوگ حساب کتاب کے لیے اللّٰہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ان فرشتوں کا تیار کردہ رجسٹر (نامۂ اعمال) ہر انسان کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان

سب سے پہلے بچّوں کو جماعت میں مختلف انبیا علیہم السلام پر اتاری جانے والی ان کتابوں کے نام یاد کرائے جائیں، جو کتاب میں دیے گئے ہیں۔ استاد کو چاہیے کہ وہ اس مقصد کے لیے تختۂ سیاہ کا استعمال کرے۔ استاد بچّوں کو اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے نام یاد کرانے کے لیے سوالیہ انداز بھی اختیار کرسکتا ہے۔ مثال کے طور پر بچّوں سے پوچھا جائے کہ :

سوال : تورات کس پیغمبر پر نازل ہوئی؟

جواب : تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

اسی طرح سے باقی الہامی کتابوں سے متعلق بھی سوالات کیے جاسکتے ہیں۔قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کی آخری اور مکمل کتاب ہے۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ قرآنِ پاک پر ایمان لانے کے علاوہ ضروری ہے کہ اس کو صحیح عربی اور ترجمے کے ساتھ پڑھا جائے اور پھر جو بھی پڑھیں اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

۴۔ رسولوں پر ایمان

بچّوں کو رسولوں کی آمد کا مقصد اچھی طرح سمجھایا جائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآنِ پاک نازل کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے۔ اس لیے بچّوں کو بتائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصّہ بنایا جائے۔ بچّوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کوئی دو اصول پوچھنے کے بعد استاد اپنی طرف سے تیار کردہ یہ اصول بچّوں کو بتائے۔

۱۔ صفائی : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے، بچّوں کو بتایا جائے کہ وہ اپنا بستہ، کتابیں، کاپیاں اور یونیفارم صاف ستھرا رکھیں۔ صاف ستھرے بچّوں کو سب پسند کرتے ہیں۔

۲۔ حصولِ علم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو علم حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے۔“

استاد بچّوں کو علم حاصل کرنے کی اہمیت کے ساتھ ساتھ یہ ضرور بتائے کہ علم پھیلانے سے کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔ لائق بچّے اگر دوسرے طلبا کی پڑھائی میں مدد کریں گے تو ان کا علم بڑھے گا۔

کم ذہین بچّوں کا ایک گروپ بنا کر ذہین بچّوں کو باری باری انھیں پڑھانے کے لیے کہا جائے۔

۵۔ یومِ آخرت پر ایمان

یومِ آخرت پر ایمان لانا ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے۔ استاد بچّوں کو بتائے کہ دو فرشتے (کراماً کاتبین) ہمارا نامۂ اعمال تیار کر رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ یومِ آخرت میں ہمارے سامنے پیش کرے گا۔ جن کے اعمال اچھّے ہوں گے وہ جنت میں اور جن کے اعمال بُرے ہوں گے وہ دوزخ میں جائیں گے۔ استاد تختۂ سیاہ پر اچھّے اور بُرے کاموں کی فہرست بنا سکتا ہے۔ مثلاً:

نیک کام	بُرے کام
نماز پڑھنا	جھوٹ بولنا
سچ بولنا	لڑائی جھگڑا کرنا
والدین، اساتذہ اور بزرگوں کی عزت کرنا	دوسروں کی مدد نہ کرنا
دوسروں کے کام آنا	غیبت کرنا
آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا	اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ نہ کرنا
غریبوں کی مدد کرنا	نماز نہ پڑھنا
علم حاصل کرنا	قرآن پر عمل نہ کرنا

طلبا سے کہیں کہ یہ فہرست اپنی کاپیوں میں نوٹ کرلیں اور اس میں اضافہ کریں۔

بچّوں کو سمجھایا جائے کہ ہمیشہ سیدھے راستے پر چلنا چاہیے۔ سیدھے راستے جنت تک لے جاتے ہیں جبکہ بُرائیوں کے ٹیڑھے راستے دوزخ تک پہنچاتے ہیں۔ وضاحت کی جائے کہ سیدھے راستے سے مراد اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کام کرنا اور بُرے کاموں سے بچنا ہے۔

ارکانِ اسلام

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کا ضروری تذکرہ اسلامیات کی چوتھی کتاب میں کردیا گیا ہے۔ اساتذہ اس سبق کو غور سے پڑھنے کے بعد بچّوں کو ارکانِ اسلام کے بارے میں بنیادی باتیں ذہن نشین کرانے کی کوشش کریں تاکہ وہ ان ارکان کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

۱۔ کلمۂ طیّبہ

کلمۂ طیّبہ اسلام کا پہلا رکن ہے۔ یہ کلمہ مع ترجمہ اسلامیات کی کتاب میں درج ہے۔ اساتذہ کلمۂ طیّبہ صحیح اعراب اور ترجمے کے ساتھ تختۂ سیاہ پر لکھیں اور بچّوں سے کہیں کہ وہ کلمۂ طیّبہ اور اس کا ترجمہ کاپی پر اتارلیں۔ جن بچّوں کو کلمۂ طیّبہ کا ترجمہ نہیں آتا ، انھیں ترجمہ یاد کرایا جائے۔ جماعت کے بچّوں کے گروپ بنائے جائیں جو ایک دوسرے سے ترجمہ سنیں۔ اساتذہ بچّوں کو بتائیں کہ اللّٰہ تعالیٰ کو معبود ماننے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس کی باتیں مانی جائیں۔ اگر والدین کوئی ایسی بات کہیں جس سے اللّٰہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے تو بچّے والدین کی وہ بات نہ مانیں۔

۲۔ نماز

نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ بچّوں کو نماز کا پابند بنائیں اور ان سے کہیں کہ وہ اپنے والدین کو بھی نماز پڑھنے کے لیے کہیں۔

۳۔ روزہ

روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ اساتذہ طلبا کو سمجھائیں کہ ابھی ان پر روزے فرض نہیں ہیں لیکن انھیں روزے کا احترام کرنا چاہیے اور روزے کے دوران روزے داروں کے سامنے یا گھر سے باہر کچھ نہیں کھانا چاہیے۔ روزے میں اللّٰہ تعالیٰ نے بُرے کام کرنے سے منع کیا ہے۔ اساتذہ بچّوں کو بتائیں کہ رمضان المبارک میں تمام بُرے کاموں سے بچنے کی کوشش کریں۔ اس طرح روزے کا احترام بھی ہوجائے گا اور بُرائیاں بھی دور ہوجائیں گی۔

۴۔ زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کا چوتھا رکن ہے جو ہر صاحبِ نصاب پر فرض کی گئی ہے۔ مثلاً اگر کسی مسلمان کے پاس اپنی ضروریات کے علاوہ نقد رقم یا سونے ، چاندی کے زیورات ہوں اور ان پر پورا ایک سال گزر جائے تو ان میں سے مخصوص حصّہ کسی غریب رشتے دار یا محتاج ، مسکین ، نومسلم ، مسافر یا قرض دار شخص کو دے دے اور اگر دے کر اس پر احسان نہ جتایا جائے اور اپنی تعریف کی توقع بھی نہ رکھی جائے تو اللّٰہ تعالیٰ ایسی زکوٰۃ قبول کرتا ہے اور زکوٰۃ دینے والے کے مال کو پاک کردیتا ہے اور

بڑھاتا ہے۔

بچّوں پر چونکہ زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی، اس لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بچّوں میں دوسروں کی مدد کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے انھیں کہیں کہ وہ اپنے جیب خرچ سے دوسرے بچّوں کی مدد کریں۔ جماعت کے بچّے ایک ''گلک'' میں پیسے جمع کرتے جائیں اور مہینے کے آخر میں اس رقم سے اپنے کسی غریب دوست کی فیس، کاپیاں، کتابیں یا پڑھنے کے لیے دوسری چیزیں لے کر دیں۔

۵۔ حج

حج مسلمانوں کا عالم گیر اجتماع اور اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اگر استاد کے لیے ممکن ہو تو وہ حرمین شریفین کا ماڈل بنا کر طلبا کو بتائیں کہ خانۂ کعبہ کس نے اور کب بنایا تھا؟ طلبا کو ماڈل کی مدد سے طواف کے بارے میں بھی بتائیں۔ جماعت میں طلبا کے گروپ بنائیں اور ان سے کہیں کہ وہ باری باری ایک دوسرے سے اسلام کے ارکان کی تعداد اور تفصیل پوچھیں۔ استاد ان کی نگرانی کرے۔

گھر کا کام

طلبا سے کہا جائے کہ وہ گھر سے گتّے کے سادہ ٹکڑوں پر الگ الگ ارکانِ اسلام لکھ کر لائیں اور انھیں کسی دیوار پر یا نوٹس بورڈ پر آویزاں کریں۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق

اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے عملی تقاضے بچّوں کو بتانے سے پہلے ضروری ہے کہ اساتذہ خود اپنے ذہن میں اس تصور کو واضح کریں۔ اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مکمل ضابطۂ حیات اور عملی دین ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اصل دین، اسلام ہی ہے اس لیے اس پر بہت اعتماد اور احساس برتری کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کو پیدا کرنے والا ہے وہ دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے سے محبت کریں۔

مثال:

اگر بچّے اپنے امّی اور ابّو سے کہیں کہ ہمیں آپ سے بہت محبت ہے اور وہ ان کا کہنا نہ مانیں تو

ظاہر ہے کہ امّی اور ابّو خوش تو نہیں ہوں گے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ سے محبت کا اقرار کیا جائے اور پھر اس کی بات نہ مانی جائے تو وہ خوش نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ جس سے ناراض ہوگا اس پر اپنی رحمت نازل نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کے لیے ضروری ہے کہ اس کی کتاب 'قرآن' کو سمجھا جائے۔ عربی ہماری زبان نہیں ، اس لیے بچّوں کو ترجمے کے ساتھ قرآن پڑھنے کی عادت ڈالی جائے اور جماعت میں اس کی مشق کرائی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ، ''اس قرآن کا ایک سرا اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے۔ پس قرآن کو مضبوطی سے تھامو تو سیدھی راہ سے کبھی نہیں بھٹکو گے اور دنیا و آخرت دونوں کی رہنمائی حاصل کروگے۔'' اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا احساس کر کے حلال چیزیں استعمال کرنے اور حرام کاموں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اساتذہ بچّوں سے کہیں کہ وہ اپنی کاپی پر یا تختۂ سیاہ پر باری باری آ کر اچّھے اور بُرے کاموں کی فہرست بنائیں۔ مثلاً : چند اچّھے اور بُرے کام یہ ہیں :

نیک کام	بُرے کام
سچ بولنا	جھوٹ بولنا
نماز پڑھنا	نماز چھوڑ دینا
بڑوں کا کہنا ماننا	بڑوں کا کہنا نہ ماننا
آپس میں جھگڑا نہ کرنا	جھگڑا کرنا
دوسروں کی مدد کرنا	خودغرض بن جانا
اچّھائیاں بیان کرنا	غیبت کرنا
محنت کرنا	کھیل کود میں وقت ضائع کرنا

اللہ تعالیٰ سے محبت کا حق ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بندوں سے محبت کی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ، ''کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا ، کسی بے لباس کو کپڑا پہنایا تو اسے جنت کی پوشاک پہنائی جائے گی اور کسی پیاسے کو پانی پلایا تو اسے نشے سے پاک بہترین مشروب دیا جائے گا۔''

گھر کا کام

بچّوں سے کہا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دو صفات ہر روز گھر سے یاد کر کے آئیں۔

بندوں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق ادا کرنے پر بھی بہت زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کر کے بندوں کے حقوق ادا نہ کرنے والا بہت بدنصیب ہوتا ہے۔ اسلام جنگل یا ویرانے میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ تمام انسانوں کی رہنمائی اور بھلائی کے لیے ہے۔ ایک فرد سے خاندان اور خاندان سے معاشرہ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے سے اسلامی معاشرے کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں۔

☆ ہر بچّے سے باری باری پوچھا جائے کہ بندوں کے کون کون سے حقوق ادا کرنے ضروری ہیں؟

☆ جن لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے، ان کا ذکر نصابی کتاب میں موجود ہے۔ بچّوں سے کہا جائے کہ وہ ان لوگوں کی فہرست اپنے کمرے میں الماری یا پڑھنے والی میز پر لگا دیں تاکہ ان کی نظر وقتاً فوقتاً اس پر پڑتی رہے۔

خاکے

درمیانے سائز کی ایک خاردار جھاڑی کو راستے میں ڈال دیا جائے اور ایک بچّے سے کہا جائے کہ وہ اس راستے سے گزرے تو یہ جھاڑی ہٹا دے تاکہ یہاں سے گزرنے والے کسی شخص کو تکلیف نہ پہنچے۔ راستے سے جھاڑی، کانٹے یا پتھر ہٹانا بھی بندوں کے حقوق ادا کرنے میں شامل ہے۔

دو بچّوں میں سے ایک کو قرض خواہ اور دوسرے کو مقروض بنایا جائے۔ ضرورت مند کو قرض دینا بھی فرض ہے، قرض واپس کرنا بھی فرض ہے اور قرض کا معاف کرنا احسان ہے۔ اس لیے ایک بچّے کو قرض لیتے اور دوسرے کو قرض دیتے ہوئے دکھایا جائے۔

گھر کا کام

بچّے والدین کے حقوق کے بارے میں پانچ ہدایات زبانی یاد کر کے آئیں۔

باب سوم : سیرتِ طیّبہ ﷺ

نزولِ وحی

آنحضور ﷺ بچپن سے ہی اعلیٰ اور غیر معمولی صفات کے مالک تھے اور ان تمام بُرائیوں سے دور رہتے تھے جو آپ ﷺ کی قوم میں عام ہو چکی تھیں۔ آپ ﷺ کی قوم جوا کھیلتی، لوگوں کو ناحق قتل کرتی، بیٹیوں کو زندہ دفن کرتی، جھوٹ بولتی اور بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ آپ ﷺ اپنی قوم کو اس اخلاقی پستی سے نکالنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ لوگ بتوں کو چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ آپ ﷺ غارِ حرا میں بیٹھ کر غور وفکر کرتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ یہیں سے وحی کی ابتدا ہوئی۔

اس ضمن میں دو نقشے تیار کیے جاسکتے ہیں۔

اس کے لیے پوسٹر پیپر اور رنگین پنسلوں کی ضرورت ہے۔

☆ پہلے چارٹ میں ایک پہاڑ بنایا جائے۔ اس کے اندر ایک غار دکھایا جائے۔ غار میں سے روشنی کی کرنیں چاروں طرف نکلتی ہوئی دکھائی جائیں جو اسلام کا پیغام پھیلنا ظاہر کریں۔ کرنوں پر سیاہ پنسل سے کہیں کہیں اسلام لکھا جائے جس سے اندازہ ہو کہ اسلام کا نور غارِ حرا سے پھیلنا شروع ہوا تھا۔

☆ دوسرے چارٹ میں پوسٹر پیپر کو چار حصّوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس میں بنائی جانے والی بے جان اشیا کی تصاویر کی مدد سے عربوں میں اسلام سے قبل کی اخلاقی بُرائیوں کو اُجاگر کیا جائے۔

گھر کا کام

نزولِ وحی کا سبق پڑھنے کے بعد مشقی سوالات کے علاوہ بچّے گھر سے چھوٹے چھوٹے سوالات تیار کر کے لائیں اور استاد طلبا سے ان کے جوابات پوچھے۔

بچّوں سے کہا جائے کہ وہ نزولِ وحی کی پہلی آیت مع ترجمہ گھر سے یاد کر کے آئیں۔

پہلی وحی کے الفاظ اور ترجمہ طلبا کو اچھی طرح حفظ کرایا جائے۔ دو، دو بچّوں کے گروپ بنا کر کہیں کہ وہ ایک دوسرے سے وحی کے الفاظ اور اس کا ترجمہ زبانی سنیں۔

اسلام کی دعوت

طلبا کو سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات کا ترجمہ یاد کرایا جائے اور پھر باری باری چند بچّوں کی ذمہ داری لگائی جائے کہ وہ دوسرے طلبا کو ترجمہ یاد کرائیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اسلام پھیلایا جائے، اس لیے بچّوں کو بتایا جائے کہ اسلام کی تعلیمات پر وہ نہ صرف خود عمل کریں بلکہ گھر والوں اور دوستوں کو بھی اچھی باتیں بتائیں۔ مثلاً اگر ایک بچّہ نماز باقاعدگی سے پڑھنا شروع کرتا ہے تو وہ اپنے کسی ایک دوست کو نماز کی عادت ضرور ڈالے اور اسے اپنے ساتھ مسجد لے کر جایا کرے۔

بچّوں کو بتایا جائے کہ لباس پاک رکھنے کے ساتھ ساتھ اخلاق بھی پاکیزہ اور اچھّے ہونے چاہئیں۔

خاندان والوں کو اسلام کی دعوت دیتے وقت آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ دنیا کی ہر چیز کا حساب آخرت میں دینا ہوگا۔ اس کی وضاحت کے لیے بچّوں کے ذہن میں یہ بات اچھی طرح بٹھائی جائے کہ ہم جو بھی اچھّے یا بُرے کام کررہے ہیں انھیں دو فرشتے (کراماً کاتبین) نوٹ کررہے ہیں۔ روزمرہ زندگی میں ہم جو چیزیں ضائع کرتے ہیں (مثلاً کاپی کا صفحہ پھاڑ کر پھینک دینا، پلیٹ میں سالن چھوڑ دینا، گلاس کا پانی ضائع کردینا یا وضو میں زیادہ پانی بہانا، پنسل بار بار چھیل کر ضائع کرنا وغیرہ) ان کا بھی حساب ہوگا۔ یہ چیزیں بچّوں کو عملاً بھی کرکے دکھائی جاسکتی ہیں۔ بچّوں سے پوچھا جائے کہ انھوں نے پلیٹ میں کھانا کتنی بار چھوڑا۔ جن بچّوں نے ایسا کیا ہو، انھیں کہا جائے کہ ان پر جرمانہ کیا جائے گا۔

بچّوں کو بتایا جائے کہ اگر کوئی آپ کے اچھّے کام کی حوصلہ افزائی نہ بھی کرے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وہ کام جاری رکھا جائے کیونکہ آپ ﷺ نے بھی قریش کی مخالفت کے باوجود اسلام کی تبلیغ کا کام جاری رکھا تھا۔

بچّوں سے رنگین پنسلیں اور پوسٹر پیپر منگوایا جائے۔ پوسٹر پیپر کے دو برابر حصّے کیے جائیں، ایک حصّے کے اوپر دنیا اور دوسرے پر جنت لکھا جائے۔ دنیا والے حصّے میں خانے بنا کر ان میں چند اخلاقی بُرائیاں لکھی جائیں اور بچّوں سے کہا جائے کہ وہ جب ایک اخلاقی بُرائی (مثلاً جھوٹ بولنا) چھوڑ دیں اور ایک اچھّا عمل کریں تو ہرے رنگ کی پنسل سے جنت والے پوسٹر پر ایک درخت اور

گھاس بنائیں۔ اس طرح بُرائیاں ختم کرنے کی کوشش کریں۔ ان کی جگہ جنت والے پوسٹر پیپر پر پھول ، پہاڑ ، بادل اور باغ وغیرہ بنائیں۔ اس طرح جوں جوں بچّے بُرے کام چھوڑتے جائیں گے اور اچھّے اعمال کرتے جائیں گے جنت میں ان کے لیے نعمتوں میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ جنت کا صحیح تصور ذہن میں بٹھانے کے لیے یہ بہت مؤثر عملی کام ہے جس کا نتیجہ انشاء اللہ بہت اچھا ہوگا۔

گھر کا کام

طلبا کو کتاب میں دی ہوئی سورۃ المدثر کی آیات کا ترجمہ گھر سے یاد کرکے آنے کے لیے کہا جائے۔

آپ ﷺ نے اپنے رشتے داروں کو دعوت میں بلا کر اسلام کی جو دعوت دی تھی بچّے اسے اپنے الفاظ میں لکھ کر لائیں۔

قریش کی مخالفت اور آپ ﷺ کی ثابت قدمی

بچّوں کو بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں ایک مقررہ وقت کے لیے بھیجا ہے۔ دنیا میں انسان جو بھی کام کررہا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کے پاس جاکر ان کاموں کا حساب دینا ہے۔ اچھّے کام کرنے والے کی زندگی دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب اور بُرے کام کرنے والوں کی زندگی ناکام ہوتی ہے۔ لہٰذا بچّوں کو بتایا جائے کہ جو بھی نیک کام کریں ، اس پر ہمیشہ ثابت قدم رہیں اور کوئی اگر آپ کے ساتھ بُرا سلوک بھی کرے تو بھی اس کے ساتھ اچّھا سلوک کیا جائے۔

خاکہ

یہ تصور ایک کہانی کی صورت میں بھی سمجھایا جاسکتا ہے۔ مثلاً دو بچّے ہوں جن میں سے ایک بچّہ شریر ہو۔ جو اچّھے بچّے کی ہر ایک کے سامنے بُرائی کرتا ہے۔ ایک دن شریر بچّہ کمرۂ جماعت میں گر کر زخمی ہوجاتا ہے تو اچّھا بچّہ سب سے پہلے اس کے پاس جاکر اس کے زخم صاف کرتا ہے۔ پھر اس کے زخم پر کپڑا باندھتا ہے اور پھر اسے تسلّی دیتا ہے، آرام سے اسے ایک جگہ بٹھاتا ہے ، اس

طرح شریر بچّہ اس کے حسنِ سلوک سے متاثر ہوتا ہے۔ اس طرح شریر بچّہ بُرے کاموں سے توبہ کر کے اچّھے بچّے سے معافی مانگتا ہے اور دونوں دوست بن جاتے ہیں۔

کفار مسلمانوں پر بہت مظالم کرتے تھے لیکن مسلمان اسلام پر قائم رہے۔ بچّوں کو اسلام کا صحیح مطلب بتایا جائے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کی اِطاعت اور بندگی کا نام ہے۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ اسلام صرف جنگلوں میں جا کر عبادت کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ایسا طریقۂ زندگی ہے جو ہر معاملے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور ایک دوسرے کی مدد پر ابھارتا ہے۔ اسلام کا ایک مطلب ''سلامتی'' ہے یعنی دوسروں کے لیے امن اور سلامتی کا خواہاں ہونا۔ بچّوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ہر جگہ دیکھ رہا ہے۔اسی لیے انھیں ہمیشہ ایک دوسرے کے کام آنا چاہیے۔

استاد سبق میں موجود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات کو اچّھے انداز میں بیان کرے تاکہ طلبا پر اس کا اثر ہو۔ نیز استاد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کو صحیح تلفّظ سے ادا کرے تاکہ طلبا ان ناموں کو صحیح بول اور لکھ سکیں۔

خاکہ

کھیل کے وقفے کے دوران سارے بچّے جماعت سے باہر ہیں، صرف ایک بچّہ اندر ہے۔ وہ بچّہ دوسرے بچّوں کے بستوں سے پیسے نکالنا چاہتا ہے لیکن اسے خیال آتا ہے کہ جماعت میں تو کوئی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے بچّہ چوری نہیں کرتا اور ثابت قدم رہتا ہے۔

گھر کا کام

بچّے ثابت قدمی کی کچھ مثالیں گھر سے لکھ کر لائیں اور پھر دوسرے روز استاد پانچ، پانچ بچّوں کے گروپ بنالیں، ہر گروپ کا ایک لیڈر بنائیں جو بچّوں سے یہ مثالیں پوچھ کر اپنی کاپی میں نوٹ کرے اور گروپ لیڈر یہ فہرست اپنے استاد کو دے۔ استاد جماعت کے دوسرے بچّوں کو بھی یہ فہرست کاپی میں نوٹ کرائے۔

ہجرتِ حبشہ

مسلمانوں نے مکّہ سے حبشہ کی جانب اس لیے ہجرت کی تھی کہ کفار انھیں اسلام پر عمل کرنے سے منع کرتے اور ان پر ظلم و تشدد کرتے تھے۔ حبشہ جا کر مسلمان اسلام پر عمل کرنے لگے۔ بچّوں کو ہجرت کی اہمیت بتائی جائے۔ بچّوں کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ہم کیسے ہجرت کریں۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کوئی بُرائی (مثلاً جھوٹ بولنا ، دوسروں کی بُرائیاں کرنا ، آپس میں لڑنا جھگڑنا اور چوری کرنا) چھوڑ دینا بھی ہجرت کرنے کی ایک قسم ہے۔ حبشہ کے لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ نیک سلوک کیا تھا۔ اس لیے اگر ہمارے ملک میں بھی ان مسلمان ممالک کے لوگ ہجرت کر کے آئیں، جہاں اس وقت ظلم ہو رہا ہے تو ایسے مہاجروں کی مدد کرنی چاہیے مثلاً افغانستان ، کوسوو اور مقبوضہ کشمیر وغیرہ۔

بچّوں کو بتایا جائے کہ مکّہ کے مسلمانوں نے اسلام پر عمل کرنے کے لیے ہجرت کی تھی اس وقت ہم ایک آزاد اسلامی ملک میں رہ رہے ہیں۔ جہاں ہم اسلامی تعلیمات پر آزادی کے ساتھ عمل کر سکتے ہیں۔ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی سے ڈرے بغیر سچ سچ بات کہی تھی۔ اس لیے بچّوں کو بتایا جائے کہ انسانوں کے بجائے صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ کوئی بُرا کام کرتے وقت یہ نہ سوچا جائے کہ استاد، امّی یا ابّو سے ڈانٹ پڑے گی بلکہ یہ سوچا جائے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے اور جب آخرت میں تمام انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بات بھی نہیں کریں گے۔

استاد بچّوں کو نجاشی اور حبشہ کے متعلق مزید معلومات فراہم کرے اور مسلمانوں کے ساتھ نجاشی کے حسنِ سلوک کی اچھے انداز میں تعریف کرے اور بتائے کہ اس وقت کا حبشہ آج کل ایتھوپیا ، جیبوتی اور صومالیہ کا علاقہ ہے۔

عملی کام

بچّوں کو کچھ بُرائیوں مثلاً جھوٹ ، جھگڑا کرنا ، چوری کرنا ، استاد کی عزت نہ کرنا اور نقل کرنا وغیرہ کے نقصانات کے بارے میں جماعت میں باری باری پانچ منٹ بولنے کو کہا جائے۔ باقی بچّوں سے کہیں کہ وہ ان تقاریر کی اہم باتیں اپنے پاس نوٹ کریں۔

شِعبِ ابی طالب و عامُ الحُزن

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنے بھتیجے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت محبت تھی۔ اسی لیے وہ ان کے خلاف ابوجہل کی وہ بات برداشت نہیں کر سکے جو سبق میں درج ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لے آئے۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عملی تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کیا جائے۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سچ بولتے ، بڑوں کی عزت کرتے اور دوسروں کی مدد کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان دار اور محنتی تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایسے پہلو بچّوں کو بتائے جائیں جن پر وہ عمل کر سکیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے شِعبِ ابی طالب کی گھاٹی میں کئی دن فاقے کیے اور درختوں کے پتّے اور چمڑا بھی کھایا۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ اگر کبھی مشکل وقت بھی آ جائے تو صرف حلال چیزیں ہی کھانی چاہئیں خواہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہوں۔ عام حالات میں بھی صرف حلال اشیا کھانی چاہئیں اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ دوسروں کا حق نہیں مارنا چاہیے۔ تختۂ سیاہ پر حلال اور حرام چیزوں کی فہرست بنائیں۔ اس کے لیے استاد کا مطالعہ وسیع ہونا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد نمازیں کھلم کھلا ادا کی جانے لگی تھیں۔ بچّوں کو نماز کی فرضیت کی اہمیت کے بارے میں بتایا جائے کہ فرض نمازیں ہر جگہ ادا کی جائیں اگر بازار میں نماز کا وقت ہو جائے تو نماز کے لیے جگہ تلاش کی جائے ، امتحان کے دنوں میں بھی نمازیں نہ چھوڑی جائیں۔

اپنا سبق پڑھانے سے پہلے مشق کے علاوہ کچھ مختصر سوالات تیار کریں اور سبق پڑھوانے کے بعد وہ سوالات طلبا سے پوچھے جائیں۔

گھر کا کام

گھاٹی کی فرضی تصویر بچّوں سے کاپی میں بنوا کر رنگ بھرنے کے لیے کہا جائے۔

طائف کا سفر

قریش کی شدید مخالفت کی وجہ سے داعیٔ اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّے سے باہر جا کر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا فیصلہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی وادی میں بھی تشریف لے گئے۔ طائف میں بڑے بڑے

امراء اور بااثر لوگ رہتے تھے۔ طائف میں آپ ﷺ نے ان لوگوں کے پاس جاکر انھیں اسلام کی دعوت دی۔ لیکن وہاں کے دولت مند سرداروں نے آپ ﷺ کی دعوت اور پیغام سننے سے انکار کردیا۔ ایک سردار نے کہا ''کیا خدا کو تیرے سوا کوئی نہیں ملا جسے وہ اپنا رسول بناتا؟'' دوسرے نے کہا ''میں تو تجھ سے بات نہیں کرسکتا اگر تو سچا ہے تو تجھ سے بات کرنا خلافِ ادب ہے اور اگر جھوٹا ہے (نعوذ باللہ) تُو، تو منہ لگانے کے قابل نہیں ہے۔'' غرض ان سرداروں نے اسلام کی دعوت کو نہ صرف سننے اور ماننے سے انکار کیا، بلکہ شہر کے غنڈوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگادیا، جنھوں نے سرِ بازار آپ ﷺ کا مذاق اڑایا اور پتھر مارے جس کے نتیجے میں آپ ﷺ شدید زخمی ہوگئے۔ لیکن پھر بھی ظالم لوگ پتھر مارتے رہے۔ بالآخر آپ ﷺ نے ایک باغ میں جاکر پناہ لی۔ کسی مخالف شہر میں اس طرح تنہا جاکر تبلیغ کا فرض ادا کرنا اور جان جوکھوں میں ڈال کر اللہ کے بندوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا کس درجہ ہمت اور جرأت کا کام ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان، انتہائی توکّل اور آخرت میں جواب دہی کے احساس کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے۔ طائف والوں کے اس سلوک کو دیکھتے ہوئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ اگر آپ ﷺ حکم کریں تو میں طائف کے پہاڑوں کے درمیان موجود اس وادی کو ختم کردوں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! شاید ان کی نسلوں میں سے کوئی ایمان لے آئے۔

اساتذہ، سبق ''طائف کا سفر'' پڑھاتے وقت بچّوں میں اچھی سوچ پروان چڑھانے کی کوشش کریں۔ مثلاً:

۱۔ جس طرح آپ ﷺ دوسرے شہر میں اسلام پھیلانے کے لیے نکل پڑے تھے اسی طرح بچّوں کو بتایا جائے کہ وہ اسلام کے جس اصول پر خود عمل کریں وہ اپنے دوستوں اور بہن بھائیوں کو بھی بتائیں اور انھیں بھی اس پر عمل کرنے کے لیے کہیں۔

۲۔ طائف کا سفر آپ ﷺ کے صبر، اللہ تعالیٰ پر بھروسے اور ایمانِ کامل کی بہترین مثال ہے۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ وہ بھی مشکل کام میں گھبرانے کے بجائے محنت سے کام کریں۔ بعض اوقات کسی سبق کا کوئی حصّہ بچّے کی سمجھ میں نہیں آتا تو وہ دل برداشتہ ہوکر بیٹھ جاتا ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ ایسے طلبا کو وہ چیز بار بار سمجھائیں۔ تدریس میں ایسا انداز اختیار کریں کہ بچّے سبق میں دی گئی ہر بات آسانی سے سمجھ سکیں۔

۳۔ آپ ﷺ نے طائف کے لوگوں کے بُرے سلوک کے باوجود کسی کو بددعا نہیں دی۔
اساتذہ بچّوں کو بتائیں کہ اگر ہمارے ساتھ کوئی بُرا سلوک کرے تو اس کے ساتھ بُرا سلوک کرنے کی بجائے اچّھا سلوک کیا جائے۔ اساتذہ تختۂ سیاہ پر اچھّے سلوک کی ایک فہرست لکھیں اور بچّوں سے کہیں کہ وہ یہ فہرست اپنی کاپیوں میں نقل کریں۔ اچھّے سلوک کی چند مثالیں یہ ہیں :

(i) نقل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرنا۔
(ii) اگر کسی ہم جماعت کو سبق سمجھ میں نہ آرہا ہو تو سمجھا دینا۔
(iii) ضرورت پڑنے پر پنسل، ربر یا شارپنر وغیرہ اپنے دوستوں کو دینا۔
(iv) گھر کا کام کرنے میں مدد کرنا۔

طائف کے سفر کے دوران آپ ﷺ نے جو کچھ کیا اس کے بارے میں ایک پیراگراف طلبا سے لکھوایا جائے۔

گھر کا کام

اساتذہ بچّوں سے کہیں کہ کچھ اچھّے کاموں کی فہرست خود گھر سے تیار کرکے لائیں۔

معراج النّبی ﷺ

واقعۂ معراج اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سفرِ معراج میں آپ ﷺ کو جو احکامات دیے تھے، ان کی اہمیت اجاگر کی جائے اور بچّوں کو ان پر عمل کرنے پر آمادہ کیا جائے۔
نماز معراج کا تحفہ ہے۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے پچاس نمازیں فرض کی تھیں، جن کی تعداد کم کرکے صرف پانچ کردی گئی۔ لہٰذا نمازوں کی پابندی کی جائے۔ اس کے علاوہ شرک، فضول خرچی اور کنجوسی کے نقصانات بتائے جائیں۔ اگر ایک بچّے کو سبق سمجھ آجائے تو اسے چاہیے کہ وہ دوسرے بچّوں کو بھی سمجھائے۔ اپنا علم دوسروں تک منتقل نہ کرنا بھی کنجوسی ہے۔ ضرورت کی چیز مانگنے پر نہ دینا بھی کنجوسی ہے۔

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ بلندی کے اس مقام تک لے گیا جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی نہیں جاسکتے تھے۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ اپنے اندر ایسی صفات پیدا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے بن سکیں۔

جماعت کا کام

معراج النّبی ﷺ کے واقعے پر بچّوں سے پیرا گراف تحریر کرایا جائے۔

ہجرتِ مدینہ

مدینے کی اسلامی ریاست مسلمانوں کے مکّہ سے مدینہ ہجرت کرکے آنے کے بعد قائم ہوئی۔ اساتذہ کو چاہیے کہ بچّوں کو ہجرت کے بارے میں بتانے سے پہلے خود اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں۔

سبق پڑھانے کے بعد بچّوں کو سوال کرنے کی اجازت دیں اور ان کے سوالوں کے مفصل جواب دیں۔

آپ ﷺ اور مسلمانوں نے مکّے سے مدینے ہجرت اس لیے کی تھی کہ مکّے میں وہ اسلام پر عمل نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ہم ایک اسلامی معاشرے میں رہ رہے ہیں۔ کیا یہاں ہم اسلام کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں؟ اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے بچّوں کو صبح اٹھنے، کھانا کھانے، رات کو سونے کی اور ایسی ہی اور چھوٹی چھوٹی دعائیں یاد کرائی جائیں۔

مدینے میں سب لوگ مل جل کر رہتے تھے ان میں کوئی تعصّب نہیں تھا اس لیے ہمیں بھی صرف مسلمان اور پاکستانی بن کر رہنا چاہیے۔ بچّوں کو امانت کا مفہوم سمجھایا جائے۔ امانت صرف پیسے رکھنے کا نام نہیں بلکہ کسی کے راز کی حفاظت کرنا بھی امانت ہے۔ اگر کوئی بچّہ اپنی کوئی چیز کسی دوست کے پاس رکھواتا ہے تو وہ اس کی امانت ہوتی ہے جسے استعمال کرنے کی بجائے اسی طرح بحفاظت واپس کردینا چاہیے۔

زندگی بھی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق گزارنا چاہیے۔ مدینے کی صدیوں پر محیط زندگی میں تبدیلی کے بارے میں طلبا کو بتایا جائے۔

باب چہارم:　　اخلاق و آداب

ایمان داری

استاد کا فرض ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو ایمان دار بنانے کی ہر ممکن کوشش کرے اور روز مرہ زندگی کی چھوٹی چھوٹی مثالوں سے ایمان داری کا مطلب سمجھائے۔ مثلاً:

☆ اگر بچّے دکان سے کوئی سودا لینے جائیں اور دکان دار غلطی سے زیادہ پیسے دے دے تو دکان دار کو زائد پیسے واپس کر دیے جائیں۔
☆ اگر کسی دوست کی کوئی چیز غلطی سے کسی بچّے کے پاس رہ جائے تو وہ چیز واپس لوٹا دی جائے۔
☆ اسکول وقت پر آئیں اور دل لگا کر پڑھیں۔
☆ ہر نیک کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کریں۔
☆ اگر راستے میں کوئی چیز یا پیسہ گرا ہوا ملے تو وہ نہ اٹھائیں ہوسکتا ہے کہ اس کا مالک تلاش کرتا ہوا اسی جگہ پہنچ جائے اور اگر اٹھالیں تو پھر اس کا مناسب اعلان کروایا جائے۔
☆ نماز پڑھنے میں ایمان داری یہ ہے کہ نمازوں کو وقت پر ادا کریں۔ جو کچھ نماز میں پڑھ رہے ہیں اس کے ترجمے پر غور کریں۔

گھر کا کام

سبق مکمل کرنے کے بعد بچّوں سے پوچھیں کہ انھوں نے اس سبق سے کیا کیا سیکھا؟

طلبا سے کہیں کہ وہ گتّے پر ایک چارٹ بنا کر اس میں ایمان داری کی مثالیں لکھیں اور ان میں رنگ بھر کر اپنے کمرے میں لگائیں۔

خدمتِ خلق

خدمتِ خلق بہت بڑی عبادت ہے۔ اسلام نے ایک دوسرے کے کام آنے پر بہت زور دیا ہے۔ اس سے آپس کے تعلقات اچھے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ بچّوں کو سبق میں دی گئی چند مثالوں کے علاوہ خدمتِ خلق کے عملی نکات سمجھائے

جائیں۔ انھیں یہ ضرور بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں خدمتِ خلق کا بہت اچھا صلہ دے گا۔
چند نکات درج ذیل ہیں۔

- ☆ اگر کسی قدرتی آفت سے نقصان ہو تو بچّوں سے بھی مناسب امدادی کام لیے جاسکتے ہیں۔
- ☆ جو بچّے قرآن پڑھنا جانتے ہیں وہ دوسرے بچّوں کو قرآن پاک سکھائیں۔
- ☆ تعلیم حاصل کرنے کے لیے اسکول جانے والا بچّہ اپنے پڑوس میں کسی غریب بچّے کی پڑھائی میں مدد کرسکتا ہے۔
- ☆ کسی بھوکے کو کھانا کھلانا خدمتِ خلق میں شامل ہے۔
- ☆ بزرگوں کی خدمت کرنا سکھایا جائے۔
- ☆ معذور اور اپاہج لوگوں کا مذاق نہ اڑایا جائے بلکہ اگر ضرورت ہو تو سڑک عبور کرنے میں اور دوسرے کاموں میں ان کی مدد کی جائے۔

عملی کام

بچّوں سے گلک بنوایا جائے اور انھیں کہا جائے کہ وہ ہر روز تھوڑے سے پیسے اس میں ضرور جمع کریں۔ ہر تین مہینے کے بعد پیسے گنے جائیں اور بچّوں سے کہا جائے کہ وہ اس رقم سے اپنے کسی غریب دوست کی فیس دے دیں یا اسے کتابیں کاپیاں وغیرہ دے دیں۔ اس سلسلے میں استاد کا کام رہنمائی کرنا ہے۔ اس طرح بچّوں میں خدمتِ خلق کے ساتھ ساتھ بچت کرنے کی عادت بھی پیدا ہوگی۔

گھر کا کام

بچّے خدمتِ خلق کے کاموں کی فہرست بنا کر لائیں۔ پانچ پانچ بچّوں کے گروپ بنائیں اور ان سے باری باری پوچھیں کہ وہ خدمتِ خلق کس طرح کرسکتے ہیں؟

سادگی

طلبا کو نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی سے سادگی کی مثالیں دینے کے ساتھ ساتھ اساتذہ خود اپنے لباس اور اپنے مزاج سے بچّوں کے سامنے سادگی کا نمونہ پیش کریں۔ بچّوں کو بتایا

جائے کہ وہ دنیا کے اعتبار سے اپنے سے نیچے والوں اور دین کے اعتبار سے اپنے سے اوپر والوں کو دیکھیں تا کہ ان میں شکر گزاری اور عبادت گزاری کے جذبات پیدا ہوں۔ آج کل ہر قسم کی اشیائے ضرورت میں قیمتی اشیاء بھی موجود ہیں۔ سادہ اور قیمتی اشیا دونوں ایک ہی کام کرتی ہیں۔ لیکن قیمتی چیز زیادہ خوبصورت اور مہنگی ہوتی ہے لہٰذا بچّوں میں سادگی کو فروغ دیا جائے اور بچّوں سے کہا جائے کہ سستی چیز خریدنے سے جو پیسے بچیں ان سے اپنی جماعت کے کسی مستحق بچّے کے لیے ایسی چیزیں خرید کر اسے اکیلے میں دی جائیں یا استاد اپنے ہاتھ سے کسی مستحق بچّے کو یہ چیزیں دے تا کہ اس کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔ گھروں سے کھانا لانے کے باجود چھٹّی کے بعد ریڑھی والوں سے مختلف مضرِ صحت چیزیں خریدنے کا فیشن بن گیا ہے۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ چھٹّی کے بعد وہ گھر جا کر کھانا کھایا کریں کیونکہ امی نے ان کے لیے کھانا تیار رکھا ہوتا ہے۔ اس طرح بچّوں میں فضول خرچی کی عادت بھی کم ہوگی۔ بچّوں سے کہا جائے کہ وہ سادگی کے بارے میں چند جملے اپنی کاپی میں لکھیں اور باری باری کھڑے ہو کر وہ جملے پڑھیں۔

گھر کا کام

طلبا سے کہا جائے کہ وہ سادگی کے بارے میں ایک پیراگراف گھر سے لکھ کر لائیں اور پھر جماعت میں باری باری ہر بچّہ اپنا پیراگراف پڑھ کر سنائے۔

وقت کی پابندی

وقت کی پابندی بہت اہم موضوع ہے۔ کسی بھی شخص کی زندگی میں کامیابی یا ناکامی کا دارومدار وقت کے صحیح استعمال پر ہی ہوتا ہے۔ باقاعدگی سے نماز پڑھنے سے وقت کی پابندی کا سبق ملتا ہے۔ اسی طرح روزے کے اوقات بھی پابندیٔ وقت کا سبق دیتے ہیں۔

عملی کام

کاغذ کے ٹکڑے یا کارڈ لے لیں، پرانے کارڈ کے پچھلے حصّے بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ دس ، دس کارڈوں کو دو جگہ تقسیم کرلیں آدھے کارڈوں پر وقت کا صحیح استعمال کرنے والے کام اور آدھے

کارڈوں پر وقت ضائع کرنے والے کام بچّوں سے لکھوائیں۔ اساتذہ بھی ان کی مدد کریں۔ ہر بچّے سے ایسے کارڈ بنوائیں۔ جو بچّے وقت ضائع کرنے والے کام چھوڑتے جائیں وہ کارڈ نکالتے جائیں۔ جن طلبا کے کارڈ جلدی ختم ہوں انھیں حوصلہ افزائی کے طور پر کوئی انعام دیں۔ بچّوں سے کہیں کہ وہ ایسے کام نہ کریں جس سے وقت ضائع ہو۔ وقت کا صحیح استعمال کرنے والے کارڈ سنبھال کر رکھیں اور ان کے مطابق کام کریں۔ وقت کا صحیح اور غلط استعمال کرنے والے چند کام یہ ہیں۔

اچھّے کام

صبح اسکول آنے کے لیے رات کو بستہ اور یونیفارم تیار رکھنا، گھر کا کام وقت پر کرنا، اگر امّی کسی دکان پر بھیجیں تو جلدی سے وہ چیز لے کر آنا، شام کو کھیلنے کے لیے وقت پر جانا اور وقت پر آنا، کسی کو مدد کی ضرورت پڑے تو اس کی مدد کر کے گھر واپس آجانا۔

وقت ضائع کرنے والے کام

ٹیلی فون پر دوستوں سے لمبی لمبی باتیں کرنا، وڈیو گیمز کھیلنا، ٹی وی پروگرام بہت دیر تک دیکھنا، وی سی آر پر بہت زیادہ فلمیں دیکھنا، میچ بہت دیر تک کھیلنا یا ٹی وی پر پورا دن میچ دیکھنا۔

ایک ڈائری بنوائیں۔ بچّوں سے کہیں کہ وہ ہر رات اس ڈائری میں لکھیں کہ انھوں نے کون سے ایسے کام کیے جن سے وقت ضائع ہوتا ہے اور کون سے ایسے کام کیے جن میں وقت کا بالکل صحیح استعمال ہوا تھا۔

اپنی مدد آپ

اپنی مدد آپ ایک اہم ترین موضوع ہے اور اسی موضوع پر انسان کے آگے بڑھنے کا دارومدار ہے۔ اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ روزمرہ کی زندگی میں ایسی عملی مثالیں بچّوں کو بتائیں جنھیں اپنا کر بچّے ایک اچّھی اور صحت مند زندگی گزار سکیں۔ اپنے چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے گھر والوں کو تنگ کرنا بہت بری بات ہے۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ اچّھے بچّے وہی ہوتے ہیں جو اپنا کام خود کرتے ہیں۔ مثلاً کمرۂ جماعت، اپنے گھر، گلی اور محلّے کو صاف ستھرا رکھنا اور خود بھی صاف رہنا،

اسکول میں خالی زمین پر پودے لگانا ، رات کو سونے سے پہلے اپنا اسکول بیگ اور یونیفارم تیار کر کے رکھنا ، اپنا ہوم ورک خود کرنا ، کھانا خود کھانا اور پانی خود پینا ، اپنے جوتے خود پالش کرنا ، اگر بچّوں کے پاس کتابوں اور کپڑوں کی علیحدہ الماری ہے تو اسے خود صاف ستھرا رکھنا۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ وہ امتحانات کی تیاری خود کریں البتہ مشکل چیزیں اپنے بڑوں سے پوچھ سکتے ہیں۔ ہر بچّے کے گھر میں قرآن پاک موجود ہے۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ وہ خود قرآن پاک ترجمے کے ساتھ پڑھیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

انسان جس ماحول میں رہتا ہے اس ماحول کا اس کی جسمانی اور ذہنی صحت پر بہت اثر ہوتا ہے ، اگر کسی گھر اور اس علاقے میں فضلے اور گندے پانی کی نکاسی کی بنیادی سہولت موجود نہ ہو تو وہاں کا ماحول آلودہ رہے گا۔ گندے علاقے کے لوگ نہ صرف گندگی سے پھیلنے والی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں بلکہ ان میں مایوسی اور بے چارگی بھی پیدا ہوتی ہے اس علاقے میں رہنے والے بچّوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی مدد آپ کے تحت اپنے علاقے کی صفائی کرنے کی کوشش کریں۔

گھر کا کام

بچّوں سے کہا جائے کہ وہ اپنی مدد آپ کے تحت کم از کم دس کاموں کی فہرست بنا کر لائیں اور بچّوں کو پابند کیا جائے کہ وہ ایک نوٹ بک بنا کر روزانہ کیے جانے والے کام نوٹ کر کے ایک ہفتے کے بعد ٹیچر کو دکھائیں۔

تواضع

ہمارے مذہب میں تواضع یعنی مہمان نوازی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ پیارے نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں ہمیں تواضع اور انکساری کی بے شمار مثالیں نظر آتی ہیں۔ آپ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی ضروریات کو کم کر کے گھر آنے والے مہمانوں کا خیال رکھا اور انھیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دی۔ اسلامی اخلاق کی یہ بہترین مثالیں ہیں جن کے مطابق عمل کرنا ہر مسلمان کا اوّلین فرض ہے۔ جماعت میں بچّوں کو نہ صرف یہ سبق پڑھایا جائے بلکہ انھیں میزبانی

اور تواضع کے وسیع تر مفہوم سے آگاہ کرتے ہوئے تواضع کی عملی مثالیں بتائی جائیں اور ان سے یہ بھی پوچھا جائے کہ وہ دوسروں کی تواضع کس کس طرح سے کرسکتے ہیں مثلاً کئی بچّے اسکول میں لنچ لے کر نہیں آتے۔ جو بچّے لنچ لے کر آتے ہیں انھیں چاہیے کہ وہ ایسے بچّوں کو اپنے لنچ میں ضرور شامل کریں ، دوستوں کو اسکول میں ملنے کے علاوہ اپنے گھر میں بھی مدعو کریں اور جو کچھ آپ کے گھر میں ہے وہ ان کے سامنے کھانے کے لیے پیش کریں۔ خاطر داری کے لیے ضروری نہیں کہ مہمان کے سامنے میز یا دستر خوان کھانے کی چیزوں سے بھر دیا جائے بلکہ اللّٰہ تعالیٰ کی خوشی کی خاطر تواضع صرف ایک دو چیزوں سے بھی کی جاسکتی ہے۔

گھر کا کام

بچّوں سے کہیں کہ وہ خاطر داری یعنی تواضع کرنے کے حوالے سے مختلف کاموں کی فہرست بنا کر لائیں اور ان سے یہ بھی پوچھا جائے کہ وہ ان پر کس طرح عمل کریں گے۔

آدابِ مجلس

بچّے اپنے دوستوں سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ اس لیے طلبا کو بتایا جائے کہ ہمیشہ اچھّے دوستوں کی صحبت اختیار کریں۔ اچھّے دوستوں میں بیٹھنے والا بچّہ اچھّے کام اور بُرے دوستوں میں بیٹھنے والا بچّہ بُرے کام کرے گا۔ بچّوں سے ایک کاغذ پر دو کالم بنوائے جائیں۔ ایک کے اوپر اچّھی مجلس اور دوسرے کے اوپر بُری مجلس لکھا جائے۔ اچّھی مجلس میں جمعہ کی نماز کے لیے مسجد میں وقت سے پہلے جا کر اچّھی باتیں سننا ، دوستوں کے ساتھ مل کر پڑھنا ، اسمبلی میں تلاوت کرنا ،قومی دنوں کے مواقع پر اچھّے پروگراموں میں شرکت کرنا وغیرہ اور بُری مجلس میں وڈیو گیمز اور کیرم بورڈ کے مراکز میں جانا، راستے میں یا گھروں کے باہر ٹولیوں کی صورت میں بیٹھنا ، تماشے وغیرہ دیکھنے کے لیے جانا ، دوستوں کے ساتھ مل کر دوسروں کی بُرائیاں کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اگر ممکن ہو تو بچّوں کو اچّھی مجالس میں لے جا کر وہاں کے فوائد اور بُری مجالس کے نقصانات سے آگاہ کریں اور انھیں بتائیں کہ بُرے لوگوں کا ساتھ دینے کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔

عملی کام

بچّوں سے مباحثہ کرایا جائے جس کا موضوع ہو ''اچھّی مجلس ضروری نہیں''۔ اس موضوع کی مخالفت اور موافقت میں بچّوں سے تین چار منٹ کی تقریریں کرائی جائیں اور آخر میں استاد خود گفتگو کو سمیٹتے ہوئے بچّوں کو بتائے کہ اچھّی مجلس کیوں ضروری ہے اور اس کے کیا فائدے ہیں۔

گھر کا کام

یہ تقریر بچّے گھر سے تیار کر کے لائیں۔

وطن اور اہلِ وطن سے محبت

بچّوں کو بتایا جائے کہ پاکستان کی ترقی کے لیے دل لگا کر پڑھیں۔ پاکستان ایک آزاد اسلامی ملک ہے۔ لہٰذا یہاں آزادی کے ساتھ اچھّے کام کریں اور بُرے کاموں سے بچیں تاکہ دنیا و آخرت میں کامیابی ملے۔ اپنے ملک کو صاف رکھیں۔ اس مقصد کے لیے بچّوں سے کمرۂ جماعت کی صفائی کرائی جائے اور کہا جائے کہ وہ اسکول میں کاغذ وغیرہ نہ پھینکیں اور اپنے گھر کے باہر کا علاقہ بھی صاف ستھرا رکھیں۔ بچّوں سے چاروں صوبوں کے اہم مقامات کے ماڈل بنوا کر ان کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ ۱۴ اگست کو جو جھنڈے اور جھنڈیاں لہرائی جاتی ہیں وہ سنبھال کر رکھیں اور اِدھر اُدھر نہ پھینک دیں۔ بچّوں کو کسی عجائب گھر لے جائیں جہاں قائدِ اعظمؒ اور تحریکِ پاکستان کے دوسرے رہنماؤں سے منسوب چیزیں رکھی ہوئی ہوں۔ پاکستان حاصل کرنے کے لیے دی جانے والی قربانیوں سے بچّوں کو آگاہ کیا جائے۔ بچّوں کو بتایا جائے کہ ملک کی ترقی کے لیے سندھی، پنجابی، بلوچ اور پٹھان بن کر نہیں بلکہ صرف مسلمان اور پاکستانی بن کر متحد ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

''وطن سے محبت کیسے کریں'' کے عنوان پر چار چار جملوں کی مختصر تقریر کرائی جائے۔

گھر کا کام

بچّے پاکستان کا نقشہ کاپی میں بنا کر اس میں رنگ بھریں۔

باب پنجم : مشاہیرِ اسلام

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چاروں خلفائے راشدین نے یکے بعد دیگرے اسلامی مملکت کی ذمہ داریاں سنبھالیں جن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ آپ اسلام لانے سے پہلے اسلام اور مسلمانوں کے شدید مخالف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بہت بہادر تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوجائیں تاکہ اسلام کو تقویت حاصل ہو۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام صلاحیتوں کو اسلام پھیلانے کے لیے استعمال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے اور نہایت جرأت اور بہادری کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا۔
آپ رضی اللہ عنہ ایک بہترین منتظم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ انتہائی درجے کے ایمان دار اور دیانت دار خلیفہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رفاہِ عامّہ کے بہت سے کام کیے، شراب نوشی پر پابندی عائد کی، آپ رضی اللہ عنہ نے تعلیم کو بہت فروغ دیا، آپ رضی اللہ عنہ اپنی رعایا کی خبرگیری کے لیے گلیوں میں گشت کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو خوفِ خدا بہت تھا اور اکثر خوفِ خدا سے رویا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

گھر کا کام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت کی (کچھ خصوصیات جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے) تفصیلات بچّوں کو بتائیں اور ان سے کہیں کہ وہ گھر سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت کی کم از کم دس خصوصیات لکھ کر لائیں۔ بچّوں کو یہ بھی بتایا جائے کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہادری سے بُرائیوں کا مقابلہ کیا تو آج کل وہ کون سی بُرائیاں ہیں جن کا بچّے مقابلہ کرسکتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہ پیغمبر تھے جن پر آسمانی کتاب 'تورات' نازل کی گئی۔ نبوت عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ فرعون کے پاس جاکر اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لیے کہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں تفصیلات اسلامیات برائے جماعت چہارم میں موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کتاب میں یہ سبق شائع کرنے کا مقصد بچّوں کو آپ علیہ السلام کی زندگی کے مقصد، آپ کی نرمی، مستقل مزاجی اور ان دوسری خصوصیات سے آگاہ کرنا ہے جو دنیا اور آخرت میں کامیاب زندگی گزارنے کے لیے بہت ضروری ہیں۔ اہم نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا آخر کار کامیاب ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، فرعون کی بادشاہت اور تکبر سے بالکل نہیں ڈرے بلکہ بہت جرأت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا پیغام اس تک پہنچایا۔

۲۔ انسان خواہ کتنا ہی دولت مند کیوں نہ ہو وہ اس دنیا سے خالی ہاتھ جائے گا اور جو کچھ اپنی حلال کمائی سے آگے بھیج چکا ہوگا، مرنے کے بعد اسے وہاں پائے گا۔

۳۔ جب جادوگر اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے تو فرعون کی جانب سے دی جانے والی کوئی سزا بھی ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے نہیں ہٹا سکی۔

۴۔ ظالم حکمران زیادہ دیر تک اقتدار میں نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کا انجام بُرا کرتا ہے۔

گھر کا کام

بچّوں سے کہا جائے کہ وہ گھر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سبق اچھی طرح پڑھ کر آئیں اور ان کی شخصیت کی پانچ خصوصیات لکھ کر لائیں اور یہ بھی لکھیں کہ وہ ان خصوصیات کو کس طرح اپنا سکتے ہیں۔